السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے ملک میں بیع سلم کارواج اس طرح ہے کہ: ایک شخص ماہ اساڑھ یاساون میں غریب ضرورت مند کوپہلے روپے دیتا ہے اس شرط پر کہ 25یا27یا32سیر فی مکئی کاغلہ بھادوں ماں منگر میں لے گا اوریہاں عام طور پر ماہ منگر میں عرصہ سے فی روپیہ 16سیر غلہ مکئی کا بھاؤ ہوتا ہے اور جیٹھ میں اس کا بھاؤ چار پانچ روپے من ہوتا ہے ۔ اس سال اس علاقہ پونچھ میں مکئی کا بھاؤ ماہ منگر میں ہی پانچ روپئے من ہے بیع سلم کرنے والوں نے غریب ضرورت مندوں سے فی روپیہ 25سیر مکئی وصول کیا ہے جس سے غریب دینے والے ناراض ہیں کہ بیع سلم خوب ہوئی کہ ایک روپیہ کے تین روپے دینے پڑے رہے ہیں۔ اگر سودی سوروپے ہوتے توزیادہ سے زیادہ ایک روپیہ کے بجائے سوا روپیہ دینا پڑتا۔ بیع سلم نام رکھ کر تین گنا وصول کیا جاتا ہے کیا ایسی بیع سلم جائز ہے؟ نیز بیع سلم کون سے شرائط ؟ اور بیع سلم کس حد تک جائز ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بیع سلم میں ان امور کی پابندی اور رعایت ضروری ہے :

مسلم فیہ (مبیع) کی تعیین اور توصیف ۔ یعنی: اوصاف کا ضبط و تعین جن کے اختلاف سے ثمن پر اثر پڑے ۔ (1)

(مسلم فیہ کی مقدار کی تعیین وزن کے اعتبار سے (اگر موزون ہے) یا پیمانہ کے اعتبار سے (اگروہ کیلی ہے) یا گنتی وشمار سے (اگروہ عددی ہے (2)

مبیع کی حوالگی کے وقت یعنی: مہینے اور تاریخ کی تعیین ۔ (3)

مجلس بیع میں ثمن (راس المال) کا مسلم الیہ (بائع) کے حوالہ کردینا ۔ (4)

حوالگی کے مقرر مہینے اور تاریخ میں مبیع عام طور پر ملتا ہو ۔ (5)

حوالگی کی جگہ اور مقام کی تعیین اگر مبیع کا حمل ونقل محتاج اخراجات ہو ایسی حدیث یا اثر یا فقہی قول میری نظر سے نہیں گزرا جس سے یہ معلوم ہو کہ مبیع کی حوالگی کے مقررہ وقت میں بازار یا قصبہ یا گاؤں کے اندر عام طور پر مبیع کا جو نرخ ہے اور مسلم یعنی: بائع اور رب السلم مسلم الیہ: مشتری کے درمیان جو نرخ طے ہوا ہے ۔ ان دونوں نرخوں میں کس قدر تفاوت ہو تو بیع سلم جائز ہوگی اور کس قدر تفاوت ہو تو ناجائز و مکروہ ہوگی ۔ (6)

شریعت نے بظاہر اس امر کو مسلم الیہ (بائع) کے اختیار تمیزی و مصلحت بینی پر چھوڑ دیا ہے کہ نفع اور نقصان دیکھ کر اور سمجھ کر کسی سے بیع سلم کا معاملہ کرے ۔ کیوں کہ کوئی شخص اس کو معاملہ پر مجبور نہیں کرسکتا ۔ آں حضرت ﷺ نے بیع سلم میں باوجود ایک گونہ غرر پائے جانے اس کو محض اس لئے جائز رکھا ہے کہ مسلم الیہ اپنی ضروریات پوری کرسکے اور رب السلم کو بسہ ارزاں نرخ پر غلہ حاصل ہوجائے گا ۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں:

أَنَ السَّلَمَ جَائِزٌ، وَلِأَنَ الْمُثَمَّنَ فِي الْبَيْعِ أَحَدُ عِوَضَيْ الْعَقْدِ، فَجَازَ أَنْ يَثْبُتَ فِي الذِّمَّةِ، كَالثَّمَنِ، وَلِأَنَّ بِالنَّاسِ حَاجَةً إلَيْهِ؛ لِأَنَّ أَرْبَابَ الزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ وَالتِّجَارَاتِ يَحْتَاجُونَ إلَى النَّفَقَةِ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَعَلَيْهَا؛ لِتَكْمُلَ، وَقَدْ تُعْوِزُهُمْ النَّفَقَةُ، فَجُوِّزَ لَهُمْ السَّلَمُ؛ لِيَرْتَفِقُوا، وَيَرْتَفِقُ الْمُسْلِمُ بِالِاسْتِرْخَاصِ (385/6)

لیکن شریعت کے عام مصالح ونظام کا لحاظ رکھتے ہوئے سوال میں درج شدہ صورت یعنی: نرخوں میں دوگونہ اورسہ گونہ تفاوت وفرق والی بیع سلم جیسا کہ اب رائج ہوگئی بلاشبہ ممنوع ومکروع ہے ۔ کیوں کہ اس طرح ضرورت مندوں کی ضرورت وبے بسی ومجبوری سے فائدہ اٹھا کر ان کا خون چوسا جاتا ہے جو پوری یہودیت اور بنیاپن ہے ۔ حکومت کافرہ محاصل سے کسانوں کی کمر توڑی رہی ہے ۔ اور یہ ساہوکار رہا سہا خون بھی چوس لیتے ہیں ۔ وسعت رکھنے والے مسلمانوں کو ایسی بیع سے پرہیز کرنا چاہیئے ۔

حضرت علی   فرماتے ہیں:

قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، -أَوْقَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ ابْنُ عِيسَى: هَكَذَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ -قَالَ: سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوضٌ يَعَضُّ الْمُوسِرُ عَلَى مَا فِي يَدَيْهِ، وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى { وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ } [البقرة: 237] وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّونَ «وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ، وَ بَيْعِ الْغَرَرِ، وَ بَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ (ابوداود)

قال الشیخ بیع المضطر یکون من وجھین أحدھما أن یضطر إلی العقد من طریق الإکراہ علیہ فھذا فاسد لا ینعقد   والوجہ الاخر أن یضطر إلی البیع لدین یرکبہ أو مؤنۃ ترھقہ فیبیع ما فی یدہ بالوکس من أجل الضرورۃ فھذا سبیلہ فی حق الدین والمروءۃ أن لا یبایع علی ھذا الوجہ وأن لا یفتات علیہ بمثلہ ولکن یعان ویقرض ویستمھل لہ إلی المیسرۃ حتی یکون لہ فی ذلک بلاغ فإن عقد البیع مع الضرورۃ علی ھذا الوجہ جاز فی الحکم ولم یفسخ   وفی إسناد الحدیث رجل مجھول لا ندري من ھو، إلا أن عامۃ أھل

(العلم قد کرہوا البیع علی ہذا الوجہ (معالم السنن : 47/5

) مسلمان کے لئے سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ ارشاد ہے : لعن اللہ آکل الربوا و مؤکلہ الحدیث اور ارشاد ہے : وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (البقرہ : 257

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب البیوع

صفحہ نمبر 318

محدث فتویٰ